



سوال

(344) کیا میلاد اللہ نے بھی منایا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(الف) کیا میلاد خود اللہ تعالیٰ نے منایا ہے؟ بریلوی مولوی حضرات کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ہے کہ میحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کے بارے میں اللہ جل مجدہ کا سورہ مریم میں ارشاد ہے: "ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے۔"

(ب) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوی للفتاویٰ" میں ایک باب "حسن المقصد فی عمل المولد" کے نام سے رقم کیا ہے۔ جس میں انہوں نے اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا۔ اس لحاظ سے یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے حوالے میں فرماتے ہیں کہ مدنی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخرے ذبح کر کے فقراء و مساکین کو کھلانے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیدہ کیا تھا۔ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ان کے دادا عبدالمطلب کر چکے تھے۔ اور عقیدہ دوسری مرتبہ نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صرف اسی خوشی میں کام کیا کہ اللہ نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

(الف) میلاد منانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں لہذا یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فھو رد» صحیح البخاری کتاب الصلح باب اذا صلحوا علی صلح جورفا لصلح مردود (۲۶۹۷) (بخاری)

یعنی "جو دین میں نیا کام کرتا ہے وہ مردود ہے۔"

سلام کا معنی میلاد منانا آج تک کسی موثق بہ مفسر نے نہیں کیا۔ یہ صرف اہل بدعت کی اختراعی ایجاد ہے **تَأْتِزَلُ اللّٰهُ بِمَا مِنْ سُلْطٰنٍ**

(ب) علامہ سیوطی کا رسالہ بنام: "حسن المقصد فی عمل المولد" (الحاوی للفتاویٰ) (۱/۲۹۲) اس وقت میرے زیر نظر ہے۔ اس کے ابتدائیہ میں صاف موصوف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ میلاد کا عمل بدعت حسنة ہے۔ جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ شریعت میں بدعت حسنة کا کوئی وجود ہی نہیں۔ ثابت شدہ روایات میں ہے «کل بدعة ضلالة» (الرقم السلسل 90) یعنی "ہر بدعت گمراہی ہے۔"



اور اس کا موجد صاحب اربل الملک المنظر ابو سعید کو کبریٰ بن زین الدین بن علی کو قرار دیا ہے۔ جو ساتویں صدی ہجری کا بادشاہ تھا۔ اس میں مصنف نے بذات خود اس بات کو مان لیا ہے۔ کہ عمل ہذا متاخر زمانہ کی پیداوار ہے۔ جو کسی صورت بھی امت مسلمہ کے لئے قابل حجت نہیں۔ پھر انہوں نے علامہ فاکہانی مالکی کا رسالہ "المولد فی الکلام علی عمل المولد" کو نقل کر کے اپنی صوابدید کے مطابق حرف بحرف اس کا جواب دیا ہے۔ اس ضمن میں موصوف نے پوری سعی کی ہے کہ عمل ہذا شریعت سے ثابت کیا جائے۔ زیادہ تر دو دلیلوں پر انہوں نے زور دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے دن روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:

«ذک یوم ولدت فیہ» صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام (۲۷۴۷)

اور دوسری روایت بحوالہ بیہقی انس سے مروی ہے:

«ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عن نفسه بعد النبوة» ضعف ابن حجر مختصر زوائد مسند الزبیر (1/501) لابن حجر وقال: انفرده بن عبد اللہ بن محروہ وضعیف جدا و فی التقریب (۳۵۹۸) مشکل الانحیاء (۶/۴۳۵) (۴۵۲۸)

صحیح مسلم کی روایت میں سوموار کے دن ولادت باسعادت کے ساتھ بعثت اور نزول کتاب کا بھی ذکر ہے۔ (52-8/51)

سوموار کے روز کا نفی روزہ بطور تشکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ ہمیں بھی اسی انداز پر اقتدائی پہلو اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن یار لوگوں نے اتباع کے بجائے ابتداء کو ترجیح دی۔ سال کے عشرات سومواروں کو بھلا کر من مانی خوشی کے لئے انتخاب صرف 12 ربیع الاول کا کر لیا جس کا ادنیٰ اشارہ بھی اس حدیث میں موجود نہیں اور مصنف کی دوسری دلیل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نبوت اپنا عقیدہ کیا ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ عقیدہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے کر دیا تھا۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ دراصل اپن رحمۃ اللعالمین بننے کی خوشی میں کیا پر کیا ہے۔ یہ بھی محض دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اولاً ضروری ہے کہ اس حدیث کی اسنادی حیثیت کو پرکھا جائے کیونکہ فرع کی بناء اصل پر ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے:

«ثبت العرش ثم النقش»

یعنی "پہلے تخت ثابت ہو کر پھر نقش و نگار کرنا۔"

اس حدیث کے بارے میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح المہذب" میں فرماتے ہیں:-

«بذات باطل» (یعنی یہ حدیث باطل ہے)

اور بیہقی نے کہا منکر ہے۔ اس میں عبد اللہ بن محروہ راوی ہے۔ وہ سخت ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو: (التلخیص الجیمیر 4/147) (لہذا روایت ہذا سے کسی قسم کا استدلال لینا قطعاً درست نہیں۔)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مناسب نہیں تھا۔ کہ بلا تحقیق صحت روایت ہذا سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں مشور ہے کہ یہ حاطب اللیل ہیں یعنی وطب ریابس کے جامع ہیں۔ لہذا ایک محقق مستدل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے بیان کردہ ان کی مرویات کو معیار محدثین پر رکھے پھر استدلال کا سوچے ورنہ ڈر ہے کہ کہیں «من کذب علی» کے زمرہ میں شامل نہ ہو جائے۔

نیز اہل اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ دین اسلام میں دو عیدوں کا تصور ہے تیسری کا کوئی وجود نہیں۔



احادیث کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیں تراجم والو اب محدثین میں صرف دو عیدیں نظر آئیں گی۔ آج کے دور میں تیسری عید میلاد کا اضافہ صرف اہل بدعت کا کارنامہ ہے۔ اللہ کے دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ پھر ستم ظریفی یہ کہ اس کو بطور تصور اسلام کے سکولوں کی کتابوں میں رائج کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی پست حالت پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ حقیقت حال یہ ہے :

يَلْمِزُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۚ ... سورة الروم

دنیاوی اعتبار سے بہت سمجھدار لیکن دینی اور اخروی امور میں معاملہ فہمی سے عاری :

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الشَّرَّ إِنَّ أُمَّ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالًا ۚ ... سورة محمد

بھلا یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ "

اہل بدعت نے اسلام کے نام پر اپنی تحریروں اور تقریروں میں تحریفات کے وہ گل کھلائے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر آج یوڈو نزاری بھی نثر مساریں۔ کہ کیا واقعی یہی لوگ ہمیں تحریفات میں مورد الزام ٹھہراتے تھے۔ اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو صائب فکر کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

حذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ شناسیہ مدنیہ

ج 1 ص 624

محدث فتویٰ